السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

وکالت وبیرسٹری جو محکمہ جات عدالت وفوجداری میں مروج ہے، کیا گورنمنٹ انگریزی کیا ریاست حیدر آباد وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

وکالت کی تین صورتیں ہیں:

1۔ وکالت امور معلوم الجواز والحقیۃ میں، یعنی ایسے امور میں جن کو وکیل جانتا ہو کہ یہ امور شرعاً جائز وحق ہیں۔

2۔ وکالت امور معلوم عدم الجواز والبطلان میں، یعنی ایسے امور میں جن کو وکیل جانتا ہو کہ یہ امور شرعاً باطل وناجائز ہیں۔

3۔ وکالت امور غیر معلوم الجواز والبطلان میں، یعنی ایسے امور میں جن کو وکیل نہیں جانتا ہو کہ یہ امور شرعاً جائز وحق ہیں۔ یا ناجائز وناحق۔

اول صورت جائز ہے اور دوسری وتیسری صورت ناجائز۔ پہلی صورت کے جواز کی دلیل ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ   ٢ ... سورة المائدة

''اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو''

مَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ... ٨٥ ... سورة النساء

''جو کوئی سفارش کرے گا، اچھی سفارش، اس کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہوگا''

[وما رواہ احمد وابوداود عن عبداللہ بن عمر مرفوعا من خاصم فی باطل وہو یعلمہ لم یزل فی سخط اللہ تعالیٰ حتی ینزع "[1]"

نیز جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: جس نے جانتے بوجھتے ہوئے باطل (کی حمایت) میں جھگڑا کیا تو وہ اللہ کی ناراضی میں رہے گا، حتی کہ اس سے باز آجائے''

[وما رواہ ابوداوٗد عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ قال: قلت: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما العصبیۃ؟ قال: ((ان تعین قومک علی الظلم))[2]

نیز جو امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عصبیت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو اپنی قوم کے لوگوں کی مدد کرے، حالانکہ وہ ظلم پر ہوں''

[وعن سراقۃ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ قال: خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ((خیرکم المدافع عن عشیرتہ مالم یاثم))[3]"

''سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنے قبیلے کا دفاع کرے، بشرط یہ کہ وہ گناہ نہ ہو''

وما رواہ احمد وابن ماجہ عن عبادۃ بن کثیر الشامی عن اہل فلسطین عن امراۃ منہم یقال لہا فسیلۃ انہا قالت: سمعت ابی یقول: سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! امن المعصبیۃ ان یحب الرجل" [قومہ؟ قال: ((لا ٗ ولکن من المعصبیۃ ان ینصر الرجل علی الظلم "[4] (مشکوۃ شریف باب الشفاعۃ فی الحدود فصل ثانی وباب المفاخرۃ والعصبیۃ فصل ثانی وثالث)[5]

نیز جو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ عبادہ بن کثیر الشامی اہل فلسطین سے روایت کرتے ہیں، وہ فسیلہ نامی اپنی ایک عورت سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ بھی عصبیت ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت رکھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، عصبیت تو یہ ہے کہ آدمی ظلم میں (اپنی قوم کی) مدد کرے''

تیسری صورت کی ناجوازی کی دلیل ہے:

وَلَاتَقفُ مالَیسَ لَکَ بِہٖ عِلمٌ ... ٣٦ ... سورة الإسراء

''اور اس چیز کا پیچھا نہ کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں''

وماروا‌ه ابوداوٗدوابن ماجه عن بريده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ((القضاة ثلاثة)) واحد فى الجنة واثنان فى النار فاما الذي فى الجنة فرجل عرف الحق فقضىٰ به ورجل عرف الحق فجارفى الحكم فهوفى النار ورجل قضى للناس على جهل فهوفى النار))[6](مشكوة شريف، باب العمل فى القضاء والخوف منه فصل ثانى

''نیز جو امام ابوداود اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا: حاکم تین طرح کے ہیں: دو دوزخی اور ایک جنتی، جس حاکم نے حق والے کا حق پہچان لیا اور اسی کے مطابق فیصلہ بھی کیا، وہ حاکم جنتی ہے اور جس حاکم نے حق والے کا حق تو پہچان لیا، لیکن فیصلہ اس کے مطابق نہیں کیا، بلکہ جان بوجھ کر حق کے خلاف فیصلہ کیا، وہ حاکم دوزخی ہے اور جس حاکم نے حق والے کا حق تک بھی دریافت نہیں کیا اور یوں ہی بے سمجھے بوجھے فیصلہ سنا دیا، وہ حاکم بھی دوزخی ہے''

اس حدیث میں جو وعید ہے، اگرچہ قضا علی جہل میں وارد ہے، یعنی اس قاضی کے بارے میں جو حق و ناحق کی تحقیق نہیں کرتا اور یوں ہی انڈ کا سنڈ فیصلہ کر دیا کرتا ہے، لیکن اصل معصیت جو مناط وعید ہے، یعنی بلا تحقیق حق و ناحق کے ایک جانب کا طرفدار ہو جانا، یہ امر اس قضا اور صورت ثالثہ وکالت دونوں میں مشترک ہے تو ناجوازی کا حکم بھی دونوں میں مشترک ہوگا اور روایت بیہقی:

(من اعان على خصوصة لايدري احق ام باطل فهوفى سخط الله حتى ينزع "[7](مشكوة شريف باب الحدود فصل ثانى"

جس نے کسی جھگڑے پر اعانت کی جب کہ وہ نہیں جانتا کہ وہ حق ہے یا باطل تو وہ اللہ کی ناراضی میں رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ اس سے دست کش ہو جائے) کی بالخصوص صحت یا عدم صحت معلوم نہیں، کیونکہ بیہقی یہاں موجود نہیں) ہے کہ اس میں اس کی سند دیکھ کر کچھ حکم لگایا جائے، لیکن اس کے مضمون کی تائید دوسرے اور دلائل سے بخوبی ہو جاتی ہے اور جس صورت میں کہ وکیل نے اولاً حتی الوسع اس امر کی تحقیقات کر لی کہ مدعی و مدعا علیہ میں سے کون شرعاً برسر حق ہے، تب اس کی وکالت قبول کی تو یہ وکالت پہلی قسم میں داخل ہوگی، یعنی یہ صورت وکالت کی جائز ہے۔ ۔ کتبہ: محمد عبداللہ۔ الجواب صحیح۔

---

[1](مسند أحمد (٢/ ٧٠) سنن أبي داوٗد، رقم الحديث (٣٥٩٧

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٥١١٩) اس کی سند میں ''سلمة بن كثير الدمشقي'' راوی ضعیف ہے۔

[3] ''سنن أبي داود، رقم الحديث (٥١٢٠) یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد امام ابوداود رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''أيوب بن سويد ضعيف

[4] ۔مسند أحمد (٤/ ١٠٧) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٩٤٩) اس کی سند میں ''عباد بن كثير'' راوی متروک ہے۔ درحقیقت یہ وہی حدیث ہے، جو اوپر واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزری ہے۔

[5](المصابيح (٣/ ٦٤

[6] (سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٥٧٣) سنن الترمذي، رقم الحديث (١٣٢٢) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٢٣١٥) سنن النسائی الكبرىٰ (٣/ ٤٦١) المستدرك (٤/ ٩٠) بلوغ المرام (١٣٩٧

[7] شعب الإيمان (٧/ ٥١٠) یہ حدیث صحیح ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب البیوع، صفحہ: 640

محدث فتویٰ